فضیلتِ اسلام

تالیف

شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب

ترجمہ

ابو المکرم بن عبدالجلیل

مکتب تعاونی دعوہ وارشاد وتوعیہ جالیات نسیم
ریاض - حی منار - خلف مستشفی یمامہ
ہاتف / 01 2350195 - 01 2350194

كتاب

فضل الإسلام

تأليف

الإمام المجدد شيخ الإسلام محمد بن عبد الوهاب

رحمه الله ورضي عنه

قام بمراجعة نصوصه في أصولها وبالتعليق عليه

فضيلة الشيخ اسماعيل بن محمد الأنصاري

كما قام هو وفضيلة

الشيخ عبد الله بن عبد اللطيف آل الشيخ

بمقابلته على مخطوطتيه

ترجمة إلى اللغة الأردية

أبو المكرم بن عبدالجليل

راجع الترجمة

عبدالقدوس محمد نذير **محمد إسماعيل عبدالحكيم**

الفهرس

الموضوع **الصفحة**

فہرست

نمبر شمار	فہرست عناوین	صفحہ نمبر

لوگوں کو ہم نے دیکھا کہ نہروان کی جنگ میں وہ خوارج کے شانہ بشانہ ہم سے نیزہ زنی کر رہے تھے۔[1]

اللہ تعالیٰ ہی معین و مددگار ہے' اور اسی پر ہمارا بھروسہ ہے۔

وصلى الله وسلم على سيدنا محمد و على آله و صحبه أجمعين۔[2]

---

(۱) اس حدیث کو امام دارمی نے اپنی سنن میں "باب کراھیۃ اخذ الرای" کے تحت روایت کیا ہے' اور اسی کی بنیاد پر ہم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے۔

(۲) "اللہ تعالیٰ ہی معین و مددگار ہے......۔سے لے کر۔.....اجمعین" تک کی عبارت عبدالرحمٰن بن عثمان کے تحریر کردہ کتاب کے مخطوطہ کا تتمہ ہے جو کہ کتاب کا عمدہ نسخہ ہے' جبکہ کتاب کے مطبوع نسخوں میں اس تتمہ کی جگہ صرف "هذا آخر ماتيسر" کی عبارت مذکور ہے۔

اپنے گناہ شمار کرو اور میں اس بات کا ذمہ لیتا ہوں کہ تمہاری کوئی بھی نیکی ضائع نہیں ہو گی' تمہاری خرابی ہے اے امت محمد! کہ ابھی تو تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کثیر تعداد میں موجود ہیں' ابھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چھوڑے ہوئے کپڑے نہیں پھٹے' آپ کے برتن نہیں ٹوٹے اور تم اتنی جلدی ہلاکت کا شکار ہو گئے' قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم یا تو ایک ایسی شریعت پر چل رہے ہو جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت سے - نعوذ باللہ - بہتر ہے' یا گمراہی کا دروازہ کھول رہے ہو۔ انہوں نے کہا کہ اے ابو عبدالرحمٰن! اللہ کی قسم اس عمل سے خیر کے سوا ہمارا کوئی اور مقصد نہ تھا' ابن مسعود نے فرمایا: ایسے کتنے خیر کے طلبگار ہیں جو خیر تک کبھی پہنچ ہی نہیں پاتے' چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے ایک حدیث بیان فرمائی ہے کہ ایک قوم ایسی ہو گی جو قرآن پڑھے گی' مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ اللہ کی قسم! کیا پتہ کہ ان میں سے زیادہ تر شاید تمہیں میں سے ہوں۔

یہ باتیں کہہ کر ابن مسعود رضی اللہ عنہ ان کے پاس سے واپس چلے آئے۔ عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان حلقوں کے اکثر

موسیٰ نے کہا کہ اگر زندگی رہی تو عنقریب آپ بھی دیکھ لیں گے، کہا وہ بات یہ ہے کہ کچھ لوگ نماز کے انتظار میں مسجد کے اندر حلقے بنائے بیٹھے ہیں، ان سب کے ہاتھوں میں کنکریاں ہیں، اور ہر حلقہ میں ایک آدمی متعین ہے جو ان سے کہتا ہے کہ سو (۱۰۰) بار اللہ اکبر کہو، تو سب لوگ سو بار اللہ اکبر کہتے ہیں، پھر کہتا ہے کہ سو بار لاالٰہ الا اللہ کہو، تو سب لوگ سو بار لاالٰہ الا اللہ کہتے ہیں، پھر کہتا ہے کہ سو بار سبحان اللہ کہو، تو سب لوگ سو بار سبحان اللہ کہتے ہیں۔ ابن مسعود نے کہا کہ پھر آپ نے ان سے کیا کہا؟ ابو موسیٰ نے جواب دیا کہ آپ کی رائے کے انتظار میں میں نے ان سے کچھ نہیں کہا، ابن مسعود نے فرمایا کہ آپ نے ان سے یہ کیوں نہیں کہہ دیا کہ اپنے اپنے گناہ شمار کرو، اور پھر اس بات کا ذمہ لے لیتے کہ ان کی کوئی بھی نیکی ضائع نہیں ہوگی۔

بہرحال یہ کہہ کر ابن مسعود مسجد کی طرف روانہ ہوئے اور ہم بھی ان کے ساتھ چل پڑے، مسجد پہنچ کر ابن مسعود ان حلقوں میں سے ایک حلقہ کے پاس کھڑے ہوئے اور فرمایا: تم لوگ کیا کر رہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ اے ابو عبدالرحمٰن! یہ کنکریاں ہیں جن پر ہم تکبیر و تہلیل اور تسبیح گن رہے ہیں، ابن مسعود نے فرمایا: اس کے بجائے تم اپنے

عبادت نہ سمجھا ہو اسے تم بھی عبادت نہ سمجھو' کیونکہ انہوں نے بعد میں آنے والوں کے لئے کسی بات کی گنجائش نہیں چھوڑی ہے' لہٰذا اے قاریوں کی جماعت! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنے اسلاف کے طریقہ پر گامزن رہو"۔ اس کو امام ابوداود نے روایت کیا ہے۔

اور امام دارمی بیان کرتے ہیں کہ ہم سے حکم بن مبارک نے بیان کیا' حکم بن مبارک کہتے ہیں کہ ہم سے عمرو بن یحییٰ نے بیان کیا' عمر بن یحییٰ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے سنا' وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ہم نماز فجر سے پہلے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے دروازہ پر بیٹھ جاتے' اور جب وہ گھر سے نکلتے تو ان کے ساتھ مسجد روانہ ہوتے' ایک دن کا واقعہ ہے کہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ آئے اور کہا کیا ابھی ابو عبدالرحمٰن (عبداللہ بن مسعود) نکلے نہیں؟ ہم نے جواب دیا: نہیں' یہ سن کر وہ بھی ہمارے ساتھ بیٹھ گئے' یہاں تک ابن مسعود باہر نکلے' اور ہم سب ان کی طرف کھڑے ہو گئے' تو ابو موسیٰ اشعری ان سے مخاطب ہوئے اور کہا: اے ابو عبدالرحمٰن! میں ابھی ابھی مسجد میں ایک نئی بات دیکھ کر آرہا ہوں' حالانکہ جو بات میں نے دیکھی ہے وہ الحمد للہ خیر ہی ہے۔ ابن مسعود نے کہا کہ وہ کون سی بات ہے؟ ابو

بدعات پر تنبیہ

عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک بڑی ہی موثر نصیحت فرمائی' جس سے ہمارے دل کانپ اٹھے اور آنکھیں اشکبار ہو گئیں' ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! یہ تو الوداعی نصیحت معلوم ہو رہی ہے' تو آپ ہمیں وصیت کیجئے' فرمایا:

"میں تمہیں اللہ عزوجل سے ڈرنے اور امیر کی سمع وطاعت کرنے کی وصیت کرتا ہوں' بھلے ہی کوئی غلام تمہارا امیر بن جائے' اور تم میں سے جو شخص زندہ رہے گا وہ بے شمار اختلاف دیکھے گا' ایسے موقع پر تم میری سنت اور میرے بعد میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کا طریقہ اپناؤ اور اسے مضبوطی سے تھامے رہو' اور دین کے اندر نئی ایجاد کردہ بدعات سے بچو' کیونکہ ہر بدعت گمراہی ہے"۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور اسے حسن صحیح قرار دیا ہے۔

اور حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے فرمایا:

"ہر وہ عبادت جسے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے صحابہ کرام نے

"آج تم اپنے رب کے صحیح اور واضح راستہ پر ہو' بھلائی کا حکم دیتے ہو' برائی سے منع کرتے ہو' اور اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہو' ابھی تک تمہارے اندر دو نشے ظاہر نہیں ہوئے ہیں' ایک جہالت کا نشہ اور دوسرا زندگی سے محبت کا' اور عنقریب تم اس حالت سے پھر جاؤ گے' تب نہ تو بھلائی کا حکم دو گے' نہ برائی سے منع کرو گے' اور نہ ہی اللہ کی راہ میں جہاد کرو گے' اور تمہارے اندر دونوں نشے ظاہر ہو جائیں گے' اس وقت کتاب و سنت پر ثابت قدم رہنے والے کو پچاس آدمیوں کے برابر ثواب ملے گا' عرض کیا گیا کیا ان کے پچاس آدمی؟ آپ نے فرمایا: نہیں' بلکہ تمہارے پچاس آدمیوں کے برابر"(۱)

ابن وضاح نے ایک دوسری سند سے معافری سے روایت کیا ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"خوشخبری ہے ان غرباء کے لئے کہ جب کتاب اللہ کو چھوڑ دیا جائے گا تو وہ اس پر عمل کریں گے' اور جب سنت کی روشنی بجھا دی جائے گی تو وہ اس پر عمل کر کے زندہ کریں گے"۔

---

(۱) اصل کتاب کے اندر اس حدیث کے الفاظ میں کاتبوں کی غلطی سے خلل واقع ہو گیا ہے' ہم نے ابن وضاح کی کتاب کی روشنی میں اس کی تصحیح کر دی ہے۔

عمل کرنے والے کو ایسے پچاس آدمیوں کے برابر اجر ملے گا جو تمہارے ہی جیسا عمل کرنے والے ہوں۔ ہم نے عرض کیا کہ ہم میں سے پچاس آدمی یا ان میں سے پچاس آدمی ؟ تو آپ نے فرمایا : بلکہ تم میں سے"۔

اس حدیث کو ابوداود اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔

ابن وضاح نے اسی مفہوم کی حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کے طریق سے روایت کی ہے جس میں یہ ہے :

" تمہارے بعد ایسے دن آئیں گے جن میں صبر کرنے والے اور آج تم جس دین پر ہو اس پر ثابت قدم رہنے والے [1] کو تمہارے پچاس آدمیوں کے برابر ثواب ملے گا"۔

اس کے بعد ابن وضاح نے فرمایا کہ ہم سے محمد بن سعید نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ ہم سے اسد نے بیان کیا' انہوں نے کہا کہ ہم سے سفیان بن عیینہ نے اسلم بصری سے اور انہوں نے حسن کے بھائی سعید سے روایت کی' وہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں' میں نے سفیان سے کہا کیا سعید نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں ؟ انہوں نے کہا ہاں' کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

---

(۱) "اور آج تم جس دین پر ہو اس پر ثابت قدم رہنے والے "یہ عبارت ابن وضاح کی کتاب البدع نیز کتاب کے دونوں مخطوطوں کی عبارت ہے۔

مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ﴾(سورۃ المائدہ : ۱۰۵)

اے ایمان والو! اپنی فکر کرو' اگر تم راہ راست پر چلو گے تو جو گمراہ ہے اس سے تمہارا کوئی نقصان نہ ہوگا۔

تو ابو ثعلبہ نے کہا کہ اللہ کی قسم! اس آیت کے بارے میں میں نے سب سے زیادہ جانکار یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تھا تو آپ نے فرمایا:

" بلکہ تم آپس میں ایک دوسرے کو بھلائی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے رہو' یہاں تک کہ جب یہ دیکھ لو کہ بخل کی اطاعت ہو رہی ہے' خواہشات کی پیروی کی جارہی ہے' دنیا کو ترجیح دی جارہی ہے' اور ہر شخص اپنی رائے پر مصر ہے' تو اپنی فکر کرو' اور عوام کی فکر اپنے دل سے نکال دو' کیونکہ تمہارے بعد ایسے دن آنے والے ہیں جن میں دین پر صبر کرنے والا آگ کا انگارہ پکڑنے والے کے مانند ہوگا[1] اور ان میں

---

(۱) شیخ عبدالرحمٰن الحصین رحمہ اللہ کے مخطوطہ میں یہاں جو عبارت ہے اس کا ترجمہ یہ ہے:

" تمہارے بعد ایسے صبر آزما دن آئیں گے کہ ان میں اپنے دین پر قائم رہنے والے کی مثال چنگاری پکڑنے والے کی ہوگی"۔

اللہ کے راستہ میں اپنے وطن وخاندان کو چھوڑ دینے والے لوگ"۔

اور دوسری روایت میں ہے :

"غرباء وہ لوگ ہیں جو اس وقت نیک و صالح ہوں گے جب اکثر لوگ بگڑ چکے ہوں گے"۔

اور اس حدیث کو امام احمد نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے' اور اس میں یہ ہے :

"پس اس وقت خوشخبری ہو غرباء کے لئے جب لوگوں کے اندر فساد وبگاڑ آجائے گا"۔

نیز اسے امام ترمذی نے کثیر بن عبداللہ کے طریق سے روایت کیا ہے' وہ اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"پس خوشخبری ہے ان غرباء کے لئے جو میری ان سنتوں کی اصلاح کریں گے جن کو لوگ بگاڑ چکے ہوں گے"۔

اور ابو امیہ سے روایت ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اس آیت کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں :

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنفُسَكُمْ لا يَضُرُّكُمْ

اسلام کی اجنبیت اور غرباء کی فضیلت کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَلَوْلا كَانَ مِنَ الْقُرُونِ مِنْ قَبْلِكُمْ أُولُوا بَقِيَّةٍ يَنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الأَرْضِ إِلا قَلِيلا مِمَّنْ أَنْجَيْنَا مِنْهُمْ﴾ (سورۃ ہود: ۱۱٦)

پس کیوں نہ تم سے پہلے لوگوں میں اہل خیر ہوئے جو زمین میں فساد پھیلانے سے روکتے' سوائے ان چند کے جنہیں ہم نے ان میں سے نجات دی تھی۔

اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے:

"اسلام اجنبیت کی حالت میں شروع ہوا تھا' اور عنقریب پہلے ہی کی طرح اجنبی ہو جائے گا' تو خوشخبری ہو غرباء (اجنبیوں) کے لئے"۔

اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے' نیز اسے امام احمد نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کیا ہے' جس میں یہ اضافہ ہے:

"عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! غرباء کون لوگ ہیں؟ فرمایا:

اور یہی میرا سیدھا راستہ ہے' تو تم اسی پر چلو' اور دوسرے راستوں پر مت چلو کہ وہ تمہیں اللہ کے راستہ سے جدا کر دیں گے' اسی کا اللہ تعالیٰ نے تم کو تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم پرہیزگار بنو۔

اس حدیث کو امام احمد اور نسائی نے روایت کیا ہے۔

الاصول ہیں اور جن سے لوگ غفلت میں ہیں' ابوالعالیہ کے کلام پر غور کرنے سے اس باب میں وارد احادیث اور ان جیسی دیگر احادیث کا بھی مطلب واضح ہو جائے گا' لیکن جو انسان یہ اور اسی جیسی دیگر آیات و احادیث کو پڑھ کر گذر جائے اور اس بات سے مطمئن ہو کہ یہ خطرات اسے نہیں لاحق ہوں گے' اور یہ خیال کرے کہ اس کا تعلق ایسی قوم سے ہے جو کبھی تھے اور اب ختم ہو گئے' تو یہ شخص بھی اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بے خوف ہے' اور اللہ کی پکڑ سے وہی لوگ بے خوف ہوتے ہیں جو خسارہ پانے والے ہوتے ہیں۔

اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لکیر کھینچی اور فرمایا: یہی اللہ کا راستہ ہے' پھر اس لکیر کے دائیں بائیں کئی لکیریں کھینچیں اور فرمایا: یہ ایسے راستے ہیں جن میں سے ہر راستہ پر شیطان بیٹھا ہے اور اپنی طرف بلا رہا ہے' اس کے بعد آپ نے اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی:

﴿وَأَنَّ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ ذَلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ (سورة الانعام: ۱۵۳)

﴿إِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ أَسْلِمْ قَالَ أَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ﴾(سورۃ البقرہ : ۱۳۱)

جب ان کے رب نے ان سے کہا کہ فرماں بردار ہو جاؤ' تو انہوں نے کہا کہ میں اللہ رب العالمین کا فرماں بردار ہو گیا۔

اور یہ ارشاد :

﴿وَوَصَّى بِهَا إِبْرَاهِيمُ بَنِيهِ وَيَعْقُوبُ يَابَنِيَّ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَى لَكُمُ الدِّينَ فَلا تَمُوتُنَّ إِلا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾(سورۃ البقرہ : ۱۳۲)

اسی بات کی وصیت ابراہیم نے اور یعقوب نے اپنی اپنی اولاد کو کی کہ اے میرے بیٹو! اللہ نے تمہارے لئے اس دین کو پسند کر لیا ہے' تو تم مسلمان ہو کر ہی مرنا۔

اور یہ ارشاد :

﴿وَمَنْ يَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ إِلا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهُ﴾(سورۃ البقرہ : ۱۳۰)

اور ابراہیم کے دین سے وہی اعراض کرے گا جو بیوقوف ہو۔

اسی طرح کی اور بھی بہت سی بنیادی باتیں معلوم ہوں گی جو اصل

سے اعراض نہ کرو' اور صراط مستقیم پر چلتے رہو' وہی اسلام ہے' اور اسے چھوڑ کر دائیں بائیں نہ مڑو' اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل پیرا رہو' اور غلط عقائد و بدعات کے قریب مت جاؤ"[1]۔

ابوالعالیہ رحمۃ اللہ علیہ کے اس کلام پر غور کرو' کتنا اونچا کلام ہے' اور ان کے اس زمانہ کو پہچانو جس میں وہ ان غلط عقائد و بدعات سے بچنے کی تنبیہ کر رہے ہیں کہ جو ان غلط عقائد و بدعات میں پڑ جائے وہ گویا اسلام سے پھر گیا' اور کس طرح انہوں نے اسلام کی تفسیر سنت سے کی ہے' اور کبار تابعین اور ان کے علماء پر کتاب و سنت کے دائرہ سے نکل جانے کا کیسا خوف کھا رہے ہیں۔ ابوالعالیہ کے کلام پر غور کرنے سے آپ کے لئے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا مطلب واضح ہو جائے گا:

---

(۱) ابن وضاح نے کتاب البدع والنہی عنہا میں' محمد بن نصر نے کتاب السنہ میں اور ابو نعیم نے کتاب الحلیہ میں ابوالعالیہ کا قول مطولاً ذکر کیا ہے' لیکن شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ نے ابوالعالیہ کے قول کے صرف اس ٹکڑے کو نقل کیا ہے جس میں اسلام پر مضبوطی سے گامزن رہنے کی ترغیب اور بدعات و خرافات سے بچنے کی تاکید کی گئی ہے' اور ان کے باقی کلام کو چھوڑ دیا ہے' کیونکہ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ کرام پر طعن و تشنیع کا وہم ہو سکتا تھا' اللہ تعالیٰ شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جانب سے جزائے خیر عطا فرمائے۔

ہیں ؟ فرمایا : مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کے ساتھ وابستہ رہنا' میں نے کہا کہ اگر اس وقت مسلمانوں کی کوئی جماعت اور ان کا کوئی امام نہ ہو تو کیا کروں ؟ فرمایا : پھر ان تمام فرقوں سے کنارہ کش رہنا' اگرچہ تمہیں کسی درخت کی جڑ سے چمٹنا پڑے یہاں تک کہ اسی حال میں تمہیں موت آجائے"۔ اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے' البتہ مسلم کی روایت میں اتنا اضافہ ہے :[1]

"اس کے بعد کیا ہو گا ؟ فرمایا : پھر دجال ظاہر ہو گا' اس کے ساتھ ایک نہر اور ایک جہنم ہو گی' جو اس کی جہنم میں داخل ہو گا اس کا اجر ثابت ہو جائے گا اور گناہ معاف ہو جائیں گے' اور جو اس کی نہر میں داخل ہو گا اس کا گناہ واجب اور اجر ساقط ہو جائے گا' میں نے کہا پھر اس کے بعد کیا ہو گا ؟ فرمایا : اس کے بعد قیامت آجائے گی "۔

ابوالعالیہ فرماتے ہیں :

"اسلام کی تعلیم حاصل کرو' اور جب اسلام کی تعلیم حاصل کرلو تو اس

---

(۱) یہ اضافہ ہمیں صحیح مسلم کے اندر نہیں ملا' البتہ سنن ابی داود میں "باب ذکر الفتن" کے تحت اس روایت میں موجود ہے جسے ابوداود نے عن مسدد عن ابی عوانہ عن قتادہ عن نصر بن عاصم عن سبیع بن خالد عن حذیفہ کے طریق سے ذکر کیا ہے۔

اللہ کی وہ فطرت جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا۔

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر کے بارے میں سوال کرتے تھے' اور میں آپ سے شر کی بابت دریافت کرتا تھا اس ڈر سے کہ میں اس کا شکار نہ ہو جاؤں' میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہم جاہلیت اور شر میں گرفتار تھے' پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں خیر کی نعمت سے نوازا' تو کیا اس خیر کے بعد پھر کوئی شر ہو گا؟ فرمایا: ہاں' میں نے کہا کیا اس شر کے بعد پھر خیر کا زمانہ آئے گا؟ فرمایا: ہاں' مگر اس میں کھوٹ ہو گی' میں نے کہا کیسی کھوٹ ہو گی؟ فرمایا: کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو میری سنت و ہدایت کو چھوڑ کر دوسروں کا طریقہ اپنائیں گے' تمہیں ان کے بعض کام صحیح معلوم ہوں گے اور بعض غلط' میں نے کہا کیا اس خیر کے بعد پھر شر ظاہر ہو گا؟ فرمایا: ہاں' زبردست فتنے اور جہنم کی طرف بلانے والے لوگ پیدا ہوں گے' جو ان کی سنے گا اسے جہنم میں جھونک دیں گے' میں نے کہا اے اللہ کے رسول! آپ ہمیں ان کے اوصاف بتا دیں' فرمایا: وہ ہم میں سے ہوں گے اور ہماری ہی زبان میں بات کریں گے' میں نے کہا اے اللہ کے رسول! اگر یہ زمانہ مجھے مل جائے تو آپ مجھے کیا حکم دیتے

"اس وقت میں بھی وہی کہوں گا جو اللہ کے صالح بندہ - عیسیٰ علیہ السلام - نے کہا تھا" :

﴿وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ﴾ (سورۃ المائدہ : ۱۱۷)

جب تک میں ان کے درمیان رہا ان پر گواہ رہا' پھر جب تو نے مجھ کو اٹھا لیا تو تو ہی ان پر مطلع رہا' اور تو ہر چیز کی پوری خبر رکھتا ہے۔

نیز بخاری و مسلم میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے :

"ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے' پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں' جس طرح چوپایہ سلیم الاعضاء چوپایہ جنتا ہے' کیا تم ان میں سے کوئی چوپایہ ایسا پاتے ہو جس کے کان کٹے پھٹے ہوں' یہاں تک کہ تم ہی خود اس کے کان چیر کاٹ دیتے ہو۔ اس کے بعد ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس آیت کریمہ کی تلاوت کی :

﴿فِطْرَةَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا﴾ (سورۃ الروم : ۳۰)

"جس وقت میں حوض کوثر پر رہوں گا[1] ایک جماعت نمودار ہو گی' جب میں انہیں پہچان لوں گا تو میرے اور ان کے درمیان سے ایک آدمی نکلے گا اور ان سے کہے گا ادھر آؤ' میں پوچھوں گا کہاں ؟ وہ کہے گا اللہ کی قسم جہنم کی طرف' میں کہوں گا کہ ان کا کیا معاملہ ہے ؟ وہ کہے گا یہ وہ لوگ ہیں جو آپ کے بعد دین سے پھر گئے تھے۔ پھر اس کے بعد ایک دوسری جماعت نمودار ہو گی' اس جماعت کے بارے میں بھی آپ نے وہی بات کہی جو پہلی جماعت کے بارے میں کہا تھا' اس کے بعد آپ نے فرمایا : ان میں سے نجات پانے والوں کی تعداد گم شدہ اونٹوں کی طرح بہت کم ہو گی"۔

اور بخاری و مسلم میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

---

(۱) یہ کشمهینی کی روایت کا ترجمہ ہے جس میں لفظ "قائم" وارد ہے' اور جس کا مطلب قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حوض کوثر پر موجود رہنا ہے' لیکن اکثر لوگوں کی روایت میں اس جگہ لفظ "نائم" وارد ہوا ہے' جس کا مطلب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا ہی میں خواب میں یہ واقعہ دیکھا جو قیامت کے دن آپ کو پیش آنے والا ہے' یہ بات حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں کتاب الرقاق' باب الحوض کے تحت ذکر کی ہے۔

"میری خواہش تھی کہ ہم اپنے بھائیوں کو دیکھ لیتے' صحابہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا ہم آپ کے بھائی نہیں؟ فرمایا: تم میرے اصحاب ہو' اور میرے بھائی وہ ہیں جو اب تک نہیں آئے' صحابہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ کی امت کے جو افراد ابھی تک پیدا نہیں ہوئے آپ انہیں کیسے پہچان لیں گے؟ فرمایا: کیا بے حد سیاہ اور کالے گھوڑوں کے درمیان اگر کسی کا چمکدار پیشانی اور سفید پیر والا گھوڑا ہو تو کیا وہ اپنا گھوڑا نہیں پہچان لے گا؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں کیوں نہیں' آپ نے فرمایا: میری امت بھی قیامت کے دن اس طرح حاضر ہو گی کہ وضو کے اثر سے ان کے چہرے اور دیگر اعضائے وضو چمک رہے ہوں گے' اور میں حوض کوثر پر پہلے سے ان کا منتظر رہوں گا' سنو! قیامت کے دن کچھ لوگ میرے حوض کوثر سے اس طرح دھتکار دیئے جائیں گے جس طرح پرایا اونٹ دھتکار دیا جاتا ہے' میں انہیں آواز دوں گا کہ سنو' ادھر آؤ' تو مجھ سے کہا جائے گا کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے آپ کے بعد دین میں تبدیلی پیدا کی تھی' میں کہوں گا کہ پھر تو دور ہو جاؤ' دور ہو جاؤ"۔

اور صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اتباع کیا' اور یہ نبی' اور وہ لوگ جو ایمان لائے' اور مومنوں کا دوست اللہ ہے۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

" اللہ تعالیٰ تمہارے جسم اور تمہارے مال نہیں دیکھتا' بلکہ تمہارے دل اور تمہارے اعمال دیکھتا ہے"۔

بخاری و مسلم میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"میں حوض کوثر پر تم سب سے پہلے موجود رہوں گا' میرے پاس میری امت کے کچھ لوگ پیش ہوں گے' یہاں تک کہ جب میں انہیں دینے کے لئے بڑھوں گا تو وہ مجھ سے روک دیئے جائیں گے' میں کہوں گا اے میرے رب! یہ تو میری امت کے لوگ ہیں' مجھ سے کہا جائے گا کہ آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کے بعد انہوں نے کیا کیا بدعتیں ایجاد کی تھیں"۔

اور بخاری و مسلم ہی میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

اولاد کو کی کہ اے میرے بیٹو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے اس دین کو پسند فرمالیا ہے' تو خبر دار تم مسلمان ہو کر ہی مرنا۔

نیز ارشاد ہے:

﴿ثُمَّ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ أَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾ (سورۃ النحل: ۱۲۳)

پھر ہم نے آپ کی جانب یہ وحی بھیجی کہ آپ ملت ابراہیم کی پیروی کیجئے جو کہ موحد تھے اور مشرکوں میں سے نہ تھے۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ہر نبی کے انبیاء میں سے کچھ دوست ہوتے ہیں' اور ان میں سے میرے دوست ابراہیم ہیں' جو میرے باپ اور میرے رب کے خلیل ہیں' اس کے بعد آپ نے اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی:

﴿إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيمَ لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَهَذَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ﴾ (سورۃ آل عمران: ٦٨)

سب سے زیادہ ابراہیم سے نزدیک وہ لوگ ہیں جنہوں نے ان کا

اللہ تعالیٰ کے فرمان : ﴿فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا﴾ کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا فِطْرَةَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لا يَعْلَمُونَ﴾ (سورۃ الروم : ۳۰)

آپ یکسو ہو کر اپنا منہ دین کی طرف متوجہ رکھیں' اللہ تعالیٰ کی وہ فطرت جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے' اللہ کی تخلیق کو بدلنا نہیں ہے' یہی سیدھا دین ہے' لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

اور ارشاد ہے :

﴿وَوَصَّى بِهَا إِبْرَاهِيمُ بَنِيهِ وَيَعْقُوبُ يَابَنِيَّ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَى لَكُمُ الدِّينَ فَلاتَمُوتُنَّ إِلا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾ (سورۃ البقرہ : ۱۳۲)

اور اسی دین ابراہیمی کی وصیت ابراہیم نے اور یعقوب نے اپنی اپنی

غور کیجئے کہ جب بعض صحابہ نے عبادت کی غرض سے دنیا سے کنارہ کشی اختیار کر لینے کا ارادہ کیا تو ان کے بارے میں یہ سخت بات کہی گئی اور ان کے فعل کو سنت سے بے رغبتی بتایا گیا' تو پھر ان کے علاوہ دیگر بدعتوں کے بارے میں اور صحابہ کرام کے بعد دیگر لوگوں کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے ؟

= شادی نہیں کروں گا۔ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس آئے اور فرمایا کہ تمہیں لوگوں نے ایسی ایسی باتیں کہی ہیں ؟ سنو! اللہ کی قسم میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں' لیکن میں روزہ رکھتا ہوں اور ناغہ بھی کرتا ہوں' رات میں نماز پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں' اور بیویوں کے پاس بھی جاتا ہوں' تو جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں"۔

نہیں، تیسرے نے کہا کہ میں عورتوں کے قریب نہیں جاؤں گا، چوتھے نے کہا کہ میں برابر روزہ رکھوں گا اور ناغہ نہیں کروں گا، ان کی باتیں سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لیکن میرا حال یہ ہے کہ میں رات کو نماز پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں، روزہ رکھتا ہوں اور ناغہ بھی کرتا ہوں، اور بیویوں کے پاس بھی جاتا ہوں، اور گوشت بھی کھاتا ہوں، تو جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں"[1]۔

---

(۱) شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "اصول الایمان" میں "باب التحریض علی لزوم السنہ" کے تحت حضرت انس کی مذکورہ حدیث اس کے الفاظ کے ساتھ نقل کی ہے اور اس کی روایت کی نسبت بخاری اور مسلم کی جانب کی ہے، اس کا ترجمہ یہ ہے:

"تین آدمیوں کی ایک جماعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے پاس آپ کی عبادت کا حال دریافت کرنے کے لئے آئی، اور جب ان کو بتایا گیا تو انہوں نے اپنے لئے اتنی عبادت کم سمجھا اور کہا کہ کہاں ہم اور کہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم جن کے اگلے پچھلے سارے گناہ اللہ تعالیٰ نے بخش دیئے ہیں، چنانچہ ایک نے کہا کہ میں تو اب ہمیشہ رات بھر نماز پڑھتا رہوں گا، دوسرے نے کہا کہ میں دن میں روزہ رکھوں گا اور کبھی بھی ناغہ نہیں کروں گا، اور تیسرے نے کہا میں عورتوں سے کنارہ کش ہو جاؤں گا اور کبھی=

جانتا ہے اور تم نہیں جانتے' ابراہیم نہ تو یہودی تھے نہ نصرانی' بلکہ وہ تو یکسو اور خالص مسلمان تھے' اور مشرک نہ تھے۔

اور اللہ کا ارشاد ہے :

﴿وَمَنْ يَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ إِلا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهُ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا وَإِنَّهُ فِي الآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ﴾ (سورۃ البقرہ : ۱۳۰)

ابراہیم کے دین سے وہی اعراض کرے گا جو بیوقوف ہو گا' ہم نے تو انہیں دنیا میں بھی برگزیدہ بنایا تھا' اور آخرت میں بھی وہ نیکوکاروں میں سے ہیں۔

اس سلسلہ میں خوارج سے متعلق حدیث ہے جو گذر چکی ہے' نیز صحیح حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

" ابو فلاں کے آل میرے دوست نہیں' میرے دوست متقی لوگ ہیں"۔

اور صحیح حدیث میں انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا گیا کہ بعض صحابہ نے کہا کہ میں گوشت نہیں کھاؤں گا' دوسرے نے کہا کہ میں رات بھر نماز پڑھوں گا اور سوؤں گا

اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿يَاأَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تُحَاجُّونَ فِي إِبْرَاهِيمَ ......وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾ کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَاأَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تُحَاجُّونَ فِي إِبْرَاهِيمَ وَمَا أُنْزِلَتِ التَّوْرَاةُ وَالإِنجِيلُ إِلا مِنْ بَعْدِهِ أَفَلا تَعْقِلُونَ☆هَاأَنْتُمْ هؤُلاءِ حَاجَجْتُمْ فِيمَا لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَاجُّونَ فِيمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لا تَعْلَمُونَ☆مَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ يَهُودِيًّا وَلا نَصْرَانِيًّا وَلَكِنْ كَانَ حَنِيفًا مُسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾(سورۃ آل عمران: ۶۵ تا ۶۷)

اے اہل کتاب تم ابراہیم کی بابت کیوں جھگڑتے ہو حالانکہ توریت وانجیل تو ان کے بعد نازل کی گئیں، کیا تم پھر بھی نہیں سمجھتے، سنو! تم اس میں جھگڑ چکے ہو جس کا تمہیں علم تھا، پھر اب تم اس بات میں کیوں جھگڑتے ہو جس کا تمہیں علم نہیں، اور اللہ تعالیٰ

انہوں نے فرمایا: ابھی دیکھو تو سہی وہ کیا رخ اختیار کرتا ہے' ایسے لوگوں کے متعلق جو حدیث آئی ہے اس کا یہ آخری حصہ ابتدائی حصہ سے زیادہ سخت ہے کہ "وہ اسلام سے نکل جائیں گے' پھر اس کی طرف دوبارہ واپس نہیں لوٹیں گے"۔

امام احمد بن حنبل۔رحمۃ اللہ علیہ۔سے اس کا مطلب پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ایسے شخص کو توبہ کی توفیق نہیں ہوتی۔[1]

---

(۱) امام محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب" مفید المستفید فی کفر تارک التوحید" میں اس اثر کو اسی سند و متن کے ساتھ نقل کیا ہے جو ابن وضاح کی کتاب"البدع" میں وارد ہے' ابن وضاح بیان کرتے ہیں کہ ہم سے اسد نے بیان کیا' وہ کہتے ہیں کہ ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے حماد بن زید کے واسطہ سے بیان کیا کہ ایوب نے کہا کہ ایک آدمی تھا جو کوئی غلط رائے رکھتا تھا' پھر اس سے اس نے رجوع کر لیا' تو میں خوشی کے مارے محمد بن سیرین کو بتانے کے لئے آیا' اور کہا کیا آپ کو پتہ چلا کہ فلاں نے اپنی سابقہ رائے ترک کر دی ؟ انہوں نے فرمایا: ابھی دیکھو تو سہی وہ کیا رخ اختیار کرتا ہے' (ایسے لوگوں کے متعلق جو حدیث آئی ہے اس) حدیث کا آخری حصہ ابتدائی حصہ سے زیادہ سخت ہے کہ"وہ اسلام سے نکل جائیں گے' پھر اس کی طرف دوبارہ واپس نہیں لوٹیں گے"۔

اس کا بیان کہ اللہ بدعتی کی توبہ قبول نہیں کرتا

یہ بات حضرت انس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی مرسل حدیث سے ثابت ہے[1] اور ابن وضاح نے ایوب سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ہمارے درمیان ایک آدمی تھا جو کوئی غلط رائے رکھتا تھا' پھر اس نے وہ رائے ترک کر دی' تو میں محمد بن سیرین کے پاس آیا اور کہا کیا آپ کو پتہ چلا کہ فلاں نے اپنی رائے ترک کر دی؟

---

(۱) حضرت انس کی حدیث کو ابن وضاح نے اپنی کتاب "البدع والنھی عنھا" میں "باب ھل لصاحب البدعۃ توبۃ" کے تحت روایت کیا ہے' ابن وضاح کہتے ہیں کہ ہم سے اسد نے بیان کیا' وہ کہتے ہیں کہ ہم سے عبداللہ بن خالد نے بقیہ کے واسطہ سے بیان کیا' بقیہ کہتے ہیں کہ مجھ سے محمد بن حمید الطویل نے انس بن مالک سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "إن اللّٰه حجز التوبة عن كل صاحب بدعة" یعنی اللہ تعالیٰ نے ہر بدعتی کی توبہ کو (قبولیت سے) روک رکھا ہے۔

حضرت حسن کی مرسل روایت بھی ابن وضاح نے اپنی کتاب کے اسی باب میں ذکر کی ہے' کہتے ہیں کہ ہم سے اسد نے بیان کیا' وہ کہتے ہیں کہ ہم سے عبداللہ بن خالد نے بقیہ کے واسطہ سے بیان کیا' بقیہ کہتے ہیں کہ مجھ سے محمد نے ہشام سے اور انہوں نے حسن سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "أبى اللّٰه لصاحب بدعة توبة" یعنی اللہ تعالیٰ کو کسی بدعتی کی توبہ منظور نہیں۔

"جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ ایجاد کیا تو اسے اس کا اجر ملے گا اور ان لوگوں کا اجر بھی جو اس کے بعد اس پر عمل کریں گے، لیکن عمل کرنے والوں کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوگی، اور جس نے اسلام میں کوئی برا طریقہ ایجاد کیا تو اس پر اس کا گناہ ہوگا اور ان لوگوں کا گناہ بھی جو اس پر عمل کریں گے، لیکن ان عمل کرنے والوں کے گناہ میں کوئی کمی نہیں ہوگی"۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

نیز صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے طریق سے اسی جیسی ایک اور حدیث مروی ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں:

"جس نے کسی ہدایت کی دعوت دی......اور جس نے کسی گمراہی کی دعوت دی۔"

= نے جب یہ حدیث مجھ سے بیان کی تو میں نے ان سے کہا کہ اے ابو مقدام! اللہ کی قسم، انہوں نے یہ حدیث آپ سے بیان کی یا آپ نے مسلم بن قرظہ سے سنا، وہ کہہ رہے تھے کہ میں نے عوف بن مالک اشجعی سے سنا، وہ بیان کر رہے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا؟ میری بات سن کر زریق اپنے گھٹنوں پر بیٹھ گئے اور قبلہ رخ ہو کر کہا: ہاں اس اللہ کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں، یہ حدیث میں نے مسلم بن قرظہ سے سنی، وہ کہہ رہے تھے کہ میں نے عوف بن مالک سے سنا، وہ بیان کر رہے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔

نیز صحیح میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظالم حکام کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے جب تک وہ نماز پڑھتے ہوں۔ (۱)

اور جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے صدقہ کیا' اس کے بعد لوگوں نے صدقہ کرنا شروع کر دیا' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

(۱) امام مسلم اپنی صحیح میں بیان کرتے ہیں کہ ہم سے داود بن رشید نے حدیث بیان کی' وہ کہتے ہیں کہ ہم سے ولید یعنی ولید بن مسلم نے بیان کیا' وہ کہتے ہیں کہ ہم سے عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر نے بیان کیا' وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے مولی بنی فزارہ زریق بن حیان نے بیان کیا کہ انہوں نے عوف بن مالک کے عمزاد مسلم بن قرظہ سے سنا' وہ کہہ رہے تھے کہ میں نے عوف بن مالک اشجعی سے سنا' وہ بیان کر رہے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "تمہارے بہترین حکام وہ ہیں جن سے تم محبت کرو' اور وہ تم سے محبت کریں' اور تم ان کیلئے دعا کرو اور وہ تمہارے لئے دعا کریں' اور تمہارے بدترین حکام وہ ہیں جن سے تم دشمنی رکھو' اور وہ تم سے دشمنی رکھیں' اور تم ان کو لعنت ملامت کرو اور وہ تمہیں لعنت ملامت کریں۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا ایسے موقع پر ہم ان سے دست بردار نہ ہو جائیں؟ فرمایا: نہیں جب تک کہ وہ تمہارے درمیان نماز قائم کرتے رہیں' نہیں جب تک کہ وہ تمہارے درمیان نماز قائم کرتے رہیں' اور سن لو! جس پر کوئی حکمراں مقرر ہوا اور اس نے دیکھا کہ وہ حکمراں اللہ تعالیٰ کی معصیت کے بھی بعض کام کر رہا ہے' تو وہ اس کی معصیت کے کاموں کو برا جانے اور اس کی اطاعت سے ہاتھ نہ کھینچے"۔ ابن جابر کہتے ہیں کہ زریق بن حیان=

تاکہ قیامت کے دن یہ لوگ اپنے پورے بوجھ کے ساتھ ہی ان کے بوجھ کے بھی حصہ دار ہوں جنہیں بے علمی سے گمراہ کرتے رہے' دیکھو تو کیسا برا بوجھ اٹھا رہے ہیں۔

اور صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوارج کے بارے میں فرمایا:

"انہیں جہاں بھی پاؤ قتل کر دو[1] اگر میں نے انہیں پایا تو قوم عاد کے قتل کی طرح قتل کروں گا"[2]

---

(۱) اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں "باب قتل الخوارج والملحدین" میں علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کیا ہے' جس کے الفاظ یہ ہیں:

"تم انہیں جہاں بھی پاؤ قتل کر دو" اور اس کا آخری ٹکڑا یہ ہے: "کیونکہ جو انہیں قتل کرے گا اسے قیامت کے دن اس قتل کے صلہ میں اجر و ثواب ملے گا"۔ اس حدیث کو امام مسلم نے بھی اپنی صحیح میں "باب التحریض علی قتل الخوارج" کے تحت روایت کیا ہے' جس کے الفاظ یہ ہیں: "تم جب بھی انہیں پاؤ قتل کر دو' کیونکہ جو انہیں قتل کرے گا اسے اللہ تعالیٰ کے یہاں قیامت کے دن اس قتل کے صلہ میں اجر و ثواب ملے گا"۔

(۲) اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں "باب قول اللہ عزوجل ﴿ وأما عاد فأهلكوا بريح ...... ﴾ کے تحت اور امام مسلم نے اپنی صحیح میں "باب ذکر الخوارج" کے تحت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کیا ہے۔

بدعت کبیرہ گناہوں سے زیادہ سخت ہے

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ لا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ﴾ (سورۃ النساء: ۴۸)

یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شرک کئے جانے کو نہیں بخشتا' اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے۔

اور ارشاد ہے:

﴿فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا لِيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾ (سورۃ الانعام: ۱۴۴)

اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر بلا دلیل جھوٹی تہمت لگائے تاکہ لوگوں کو گمراہ کرے۔

نیز ارشاد ہے:

﴿لِيَحْمِلُوا أَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَّوْمَ الْقِيَامَةِ وَمِنْ أَوْزَارِ الَّذِينَ يُضِلُّونَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ أَلا سَاءَ مَا يَزِرُونَ﴾ (سورۃ النحل: ۲۵)

"میری امت میں ایک ایسی قوم ظاہر ہو گی جن کے رگ و ریشے میں یہ خواہشات اس طرح سرایت کر جائیں گی، جس طرح باولے کتے کے کاٹنے سے پیدا ہونے والی بیماری کاٹے ہوئے شخص کے رگ و ریشہ میں سرایت کر جاتی ہے کہ جسم کی کوئی رگ اور جوڑ اس کے اثر سے محفوظ نہیں ہوتا"۔

اس سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گذر چکا ہے :

"اسلام میں جاہلیت کا طریقہ تلاش کرنے والا" (اللہ کے نزدیک تین ناپسندیدہ ترین لوگوں میں سے ہے)

آیا تھا' یہاں تک کہ اگر ان میں کسی نے اپنی ماں کے ساتھ کھلم کھلا زنا کاری کی ہوگی تو میری امت میں بھی اس طرح کا شخص ہوگا جو ایسا کرے گا' اور بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں بٹ گئے تھے' لیکن میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی' ان میں سے ایک کے علاوہ باقی سب جہنمی ہوں گے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! وہ ناجی فرقہ کون ہوگا؟ فرمایا: وہ جو اس طریقہ پر چلے جس طریقہ پر میں ہوں اور میرے اصحاب ہیں"۔

جو مومن اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی امید رکھتا ہے اسے اس مقام پر رسول صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بالخصوص آپ کے ارشاد "ما أنا عليه و أصحابي" (یعنی جس طریقہ پر میں ہوں اور میرے اصحاب ہیں) پر غور کرنا چاہئے' یہ حدیث کتنی بڑی نصیحت ہے اگر زندہ دلوں سے اس کا واسطہ ہو' اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے' نیز انہوں نے اسے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کر کے اسے صحیح قرار دیا ہے' لیکن اس روایت میں جہنم کا تذکرہ نہیں ہے' یہ حدیث مسند احمد اور سنن ابی داود میں معاویہ رضی اللہ عنہ کے طریق سے مروی ہے' جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے:

بیشک جن لوگوں نے اپنے دین کو جدا جدا کر دیا اور گروہ گروہ بن گئے آپ کا ان سے کوئی تعلق نہیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما اس ارشاد ربانی :

﴿يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ﴾ (آل عمران : ۱۰۶)

جس دن بعض چہرے روشن ہوں گے اور بعض چہرے سیاہ۔

کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ :

"اہل سنت و جماعت کے چہرے روشن ہوں گے' اور اہل بدعت اور فرقہ پروروں کے چہرے سیاہ ہوں گے"[1]

عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"میری امت پر بعینہ ویسا ہی زمانہ آئے گا جیسا کہ بنی اسرائیل پر

---

(۱) امام سیوطی نے اپنی کتاب الدر المنثور میں لکھا ہے کہ اس روایت کو ابن ابی حاتم نے' ابو نصر مروزی نے کتاب الابانہ میں' خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں اور لالکائی نے کتاب السنہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ان الفاظ کے ساتھ ذکر کیا ہے : "اہل سنت و جماعت کے چہرے روشن ہوں گے' اور اہل بدعت و ضلالت کے چہرے سیاہ ہوں گے"۔

اسلام میں مکمل طور پر داخل ہونا اور اس کے ماسوا ادیان کو ترک کر دینا واجب ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً﴾
(سورۃ البقرہ : ۲۰۸)

اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔

اور ارشاد ہے :

﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِنْ قَبْلِكَ﴾ (سورۃ النساء : ۶۰)

کیا آپ نے انہیں نہیں دیکھا جن کا دعویٰ تو یہ ہے کہ جو کچھ آپ پر اور جو کچھ آپ سے پہلے اتارا گیا اس پر ان کا ایمان ہے۔

نیز ارشاد ہے :

﴿إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا لَسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ﴾ (سورۃ الانعام : ۱۵۹)

"اسلام اور قرآن کے دعویٰ سے خارج ہر چیز' خواہ وہ نسب ہو یا وطن ہو یا قوم ہو یا مذہب ہو یا طریقہ ہو' سب جاہلیت کی پکار میں شامل ہے' بلکہ جب مہاجر اور انصاری دو صحابی کے درمیان جھگڑا ہوا اور مہاجر نے مہاجروں کو پکارا اور انصاری نے انصار کو آواز دی' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا جاہلیت کی پکار لگائی جارہی ہے اور میں تمہارے درمیان موجود ہوں' اور اس بات سے آپ سخت ناراض ہوئے"۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ختم ہوا۔ (۱)

---

(۱) امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کلام ان کی کتاب "سیاست شرعیہ" کی فصل سوم کے آخر میں موجود ہے۔

نیز صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"کیا جاہلیت کی پکار لگائی جارہی ہے اور میں تمہارے درمیان موجود ہوں"۔

شیخ الاسلام ابو العباس ابن تیمیہ فرماتے ہیں :

= سے زیادہ ذکر الٰہی میں مصروف رہنے کا حکم دیا ہے' کیونکہ اس کی مثال اس شخص کی ہے جس کا تیزی کے ساتھ دشمن پیچھا کر رہا ہو اور یہ کسی مضبوط قلعہ میں آکر پناہ گزیں ہو جائے' اور بندہ' شیطان سے سب سے زیادہ محفوظ اس وقت ہوتا ہے جب اللہ عزوجل کے ذکر میں مشغول ہوتا ہے۔ حارث اشعری کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : میں تمہیں پانچ باتوں کا حکم دیتا ہوں جن کا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے : مسلمانوں کی جماعت سے وابستہ رہنے کا' امیر کی بات سننے اور اس کی اطاعت کرنے کا' ہجرت کا اور اللہ کی راہ میں جہاد کا' کیونکہ جو شخص جماعت سے بالشت بھر بھی دور ہوا اس نے اپنی گردن سے اسلام کا قلادہ نکال پھینکا' یہاں تک کہ وہ جماعت کی طرف پلٹ آئے' اور جس نے جاہلیت کی پکار لگائی وہ جہنمی ہے' لوگوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ! اگرچہ وہ نماز پڑھے اور روزہ رکھے ؟ فرمایا : ہاں اگرچہ وہ نماز پڑھے اور روزہ رکھے اور اپنے آپ کو مسلمان سمجھے' لہٰذا تم مسلمانوں کو انہیں ناموں سے پکارو جن سے اللہ تعالیٰ نے انہیں موسوم کیا ہے' یعنی مسلمان' مومن اور اللہ عزوجل کے بندے"۔

امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "الکلم الطیب والعمل الصالح" کے اندر جو کہ "الوابل الصیب" کے نام سے معروف ہے' اس حدیث کی بڑی عمدہ تشریح کی ہے۔

اور صحیح بخاری و مسلم میں ہے :

"جو جماعت سے بالشت بھر بھی جدا ہوا' اور اسی حال میں مر گیا تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہے"۔

= کا حکم دیا ہے کہ ان پر میں خود بھی عمل کروں اور آپ سب سے بھی ان پر عمل کرنے کو کہوں' پہلی بات یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی بھی شئے کو شریک نہ ٹھہراؤ' کیونکہ اس کی مثال اس شخص کی ہے جس نے اپنے خالص مال چاندی یا سونے کے عوض غلام خریدا' پھر یہ غلام کام کر کے آمدنی اپنے آقا کے علاوہ کسی اور کو دینے لگا' تو بھلا تم میں سے کسی کو یہ بات پسند آئے گی کہ اس کا غلام ایسا کرے ؟ تم کو اللہ عزوجل نے پیدا کیا اور روزی دی ہے' لہٰذا اسی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی بھی شئے کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں نماز کا حکم دیا ہے' بندہ نماز کے اندر جب تک ادھر ادھر نہیں دیکھتا اللہ عزوجل بھی بندہ کے چہرہ کی جانب متوجہ رہتا ہے' لہٰذا جب نماز پڑھو تو دائیں بائیں نہ دیکھو۔ اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں روزہ کا حکم دیا ہے' کیونکہ اس کی مثال اس شخص کی ہے جو کسی جماعت میں ہو اور اس کے پاس مشک کی تھیلی ہو اور پوری جماعت اس مشک کی خوشبو سے محظوظ ہو رہی ہو' اور روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں صدقہ کا حکم دیا ہے' کیونکہ اس کی مثال اس شخص کی ہے جس کو دشمن نے قید کر کے اس کے دونوں ہاتھ گردن سے لے کر باندھ دیئے ہوں اور گردن مارنے کی تیاری کر رہے ہوں' تو ان سے یہ درخواست کرے کہ کیا تمہیں فدیہ دے کر میں اپنے آپ کو آزاد کرا سکتا ہوں ؟ پھر اپنا قلیل و کثیر سب کچھ دے کر یہ اپنے آپ کو آزاد کرا لے۔ اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں زیادہ =

روزہ رکھے' لہٰذا اے اللہ کے بندو تم اس اللہ کی پکار لگاؤ جس نے تمہارا نام مسلمان اور مومن رکھا ہے"۔ اس حدیث کو امام احمد اور ترمذی نے روایت کیا ہے[1] اور ترمذی نے اسے حسن صحیح قرار دیا ہے۔

---

(۱) امام احمد اور ترمذی نے اس حدیث کو پوری تفصیل کے ساتھ روایت کیا ہے' لیکن ہم تکرار سے بچنے کے لئے ذیل میں مسند احمد کے سیاق کو ذکر کر رہے ہیں' امام احمد نے فرمایا:

" ہم سے عفان نے حدیث بیان کی' وہ کہتے ہیں کہ ہم سے ابو خلف موسیٰ بن خلف نے بیان کیا جن کا ابدال میں شمار تھا' وہ کہتے ہیں کہ ہم سے یحییٰ بن ابی کثیر نے زید بن سلام سے' اور زید بن سلام نے اپنے دادا ممطور سے اور ممطور نے حارث اشعری سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ اللہ عزوجل نے یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کو پانچ باتوں کا حکم دیا کہ وہ خود بھی ان پر عمل کریں اور بنی اسرائیل کو بھی عمل کرنے کا حکم دیں' حضرت یحییٰ علیہ السلام کی جانب سے اس حکم کی تعمیل میں سستی ہونے والی تھی تو عیسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا کہ آپ کو پانچ باتوں پر عمل کرنے اور بنی اسرائیل سے بھی ان پر عمل کروانے کا حکم دیا گیا ہے' اب یا تو بنی اسرائیل کو آپ اس حکم سے مطلع کریں یا میں انہیں اس سے آگاہ کر دوں' حضرت یحییٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ میرے بھائی اگر اس حکم کی تبلیغ میں آپ مجھ پر سبقت لے گئے تو مجھے ڈر ہے کہ کہیں مجھ پر عذاب نہ آجائے یا مجھے زمین میں دھنسا نہ دیا جائے' چنانچہ یحییٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو بیت المقدس کے اندر جمع کیا یہاں تک کہ پوری مسجد بھر گئی' پھر وہ منبر پر بیٹھے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی' اس کے بعد فرمایا کہ اللہ عزوجل نے مجھے پانچ باتوں=

دعویٰ اسلام سے خارج ہو جانے کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ مِنْ قَبْلُ وَفِي هَذَا﴾
(سورۃ الحج : ۷۸)

اسی اللہ نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے اس قرآن سے پہلے اور اس میں بھی۔

حارث اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا :

"میں تمہیں اُن پانچ باتوں کا حکم دیتا ہوں جن کا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے : حاکم کی بات سننے اور اس کی اطاعت کرنے کا' جہاد کا' ہجرت کا اور مسلمانوں کی جماعت سے وابستہ رہنے کا' کیونکہ جو شخص جماعت سے بالشت بھر بھی دور ہوا اس نے اپنی گردن سے اسلام کا قلادہ نکال پھینکا' اِلا یہ کہ وہ جماعت کی طرف پلٹ آئے' اور جس نے جاہلیت کی پکار لگائی وہ جہنمی ہے' یہ سن کر ایک شخص نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! اگرچہ وہ نماز پڑھے اور روزہ رکھے ؟ فرمایا : ہاں اگرچہ وہ نماز پڑھے اور

ایک دوسری روایت میں ہے :

"اگر موسیٰ زندہ ہوتے تو انہیں بھی میری ہی اتباع کرنی پڑتی"۔

یہ سن کر حضرت عمر نے عرض کیا کہ میں اللہ سے راضی ہوں اسے اپنا رب مان کر، اسلام سے راضی ہوں اسے اپنا دین سمجھ کر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے راضی ہوں انہیں اپنا نبی مان کر۔ [1]

---

(۱) امام دارمی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں توریت کا ایک نسخہ لے کر حاضر ہوئے اور کہا کہ اے اللہ کے رسول! یہ توریت کا ایک نسخہ ہے، یہ سن کر آپ خاموش رہے، تو حضرت عمر اسے پڑھنے لگے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک متغیر ہونے لگا، یہ دیکھ کر حضرت ابو بکر نے کہا کہ عمر گم کرنے والیاں تمہیں گم کریں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ کیسا ہو رہا ہے نہیں دیکھ رہے ہو؟ یہ سن کر حضرت عمر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ کی طرف دیکھا اور کہا: اللہ اور اس کے رسول کے غضب سے میں اللہ کی پناہ طلب کرتا ہوں، ہم اللہ سے راضی ہیں اسے اپنا رب مان کر، اسلام سے راضی ہیں اسے اپنا دین مان کر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے راضی ہیں انہیں اپنا نبی مان کر۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تمہارے لئے موسیٰ بھی ظاہر ہو جائیں اور تم مجھے چھوڑ کر ان کی پیروی میں لگ جاؤ تو راہ حق سے بھٹک جاؤ گے، اور اگر موسیٰ زندہ ہوتے اور انہیں میری نبوت کا زمانہ ملتا تو وہ بھی میری ہی اتباع کرتے۔

کتاب اللہ کی پیروی[1] اور اس کے ماسوا سے بے نیازی واجب ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ﴾ (سورة النحل: ۸۹)

اور ہم نے آپ پر یہ کتاب نازل فرمائی ہے جس میں ہر چیز کا شافی بیان ہے۔

سنن نسائی وغیرہ میں مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں توریت کا ایک ورق دیکھا تو فرمایا:

"اے خطاب کے بیٹے! کیا تم حیرت میں مبتلا ہو! میں تمہارے پاس واضح اور روشن شریعت لے کر آیا ہوں' اگر موسیٰ زندہ ہوتے اور تم مجھے چھوڑ کر ان کی اتباع کرتے تو گمراہ ہو جاتے"۔

---

(۱) شیخ عبدالرحمٰن الحصین رحمہ اللہ کے کتب خانہ میں دستیاب مخطوطہ میں ایسا ہی ہے' لیکن کتاب کے مطبوع نسخوں میں "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی" کے الفاظ وارد ہیں۔

فرمائے گا : تم سب خیر پر ہو' پھر اسلام حاضر ہوگا اور کہے گا کہ اے پروردگار! تو سلام ہے اور میں اسلام ہوں' اللہ تعالیٰ فرمائے گا : تو بھی خیر پر ہے' آج میں تیری ہی وجہ سے مواخذہ کروں گا اور تیری ہی وجہ سے دوں گا' اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن مجید میں فرمایا :

﴿وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الإِسْلامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ (سورۃ آل عمران : ۸۵)

اور جو شخص اسلام کے سوا کوئی اور دین تلاش کرے تو اس کا دین ہرگز قبول نہ کیا جائے گا' اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں ہوگا۔ اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے۔[1]

اور صحیح مسلم میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"جس نے کوئی ایسا کام کیا جس کے بارے میں ہمارا حکم نہیں ہے تو وہ کام مردود ہے"۔ اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔

---

(۱) اصل کتاب "فضل الاسلام." کے مطبوع نسخوں میں اس حدیث کے الفاظ میں خلل واقع ہو گیا ہے' کتاب کے مذکورہ دونوں مخطوط اور مسند امام احمد کی حدیث کی روشنی میں اس کی تصحیح کر دی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿و من یبتغ غیر الاسلام دیناً فلن یقبل منه﴾ کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الإِسْلامِ دِينًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ﴾ سورة آل عمران: ۸۵)

اور جو شخص اسلام کے سوا کوئی اور دین تلاش کرے تو اس کا دین ہرگز قبول نہ کیا جائے گا۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" قیامت کے دن بندوں کے اعمال حاضر ہوں گے' چنانچہ نماز حاضر ہو گی اور کہے گی کہ اے پروردگار! میں نماز ہوں' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو خیر پر ہے' پھر زکاۃ حاضر ہو گی اور کہے گی کہ اے پروردگار! میں زکاۃ ہوں' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو بھی خیر پر ہے' پھر روزہ حاضر ہو گا اور کہے گا کہ اے پروردگار! میں روزہ ہوں' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو بھی خیر پر ہے' اس کے بعد بندہ کے باقی اعمال اسی طرح حاضر ہوں گے اور اللہ تعالیٰ

ابو قلابہ ایک شامی آدمی سے روایت کرتے ہیں کہ اس کے والد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اسلام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تم اپنا دل اللہ کے حوالہ کر دو' اور مسلمان تمہاری زبان اور تمہارے ہاتھ سے محفوظ رہیں۔ پھر انہوں نے سوال کیا کہ اسلام کی کون سی خصلت سب سے بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا: ایمان۔ اس نے کہا کہ ایمان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پر' اس کے فرشتوں پر' اس کی نازل کردہ کتابوں پر' اس کے رسولوں پر اور مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے پر ایمان رکھو۔ (۱)

---

(۱) اس حدیث کو شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے "کتاب الایمان" کے اندر نقل کیا ہے' اور اس کے بعد فرمایا کہ اسے امام احمد اور محمد بن نصر مروزی نے روایت کیا ہے۔

اور صحیح حدیث میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے :

"مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں"

اور بہز بن حکیم سے روایت ہے' وہ اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام کی بابت دریافت کیا تو آپ نے فرمایا :

"اسلام یہ ہے کہ تم اپنا دل اللہ کے حوالہ کر دو' اپنا چہرہ اللہ کی طرف پھیر دو' فرض نمازیں پڑھو اور فرض زکوٰۃ ادا کرو"۔

اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے۔

= رہے ہو تو (یہ یقین رکھو کہ) وہ تو بہرحال تمہیں دیکھ رہا ہے۔ پھر اس نے کہا کہ آپ مجھے قیامت کے بارے میں بتائیں (کہ کب آئے گی)؟ آپ نے فرمایا: قیامت کے بارے میں جس سے سوال کیا جا رہا ہے وہ سوال کرنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔ اس نے کہا کہ پھر آپ مجھے قیامت کی کچھ نشانیاں ہی بتا دیں؟ آپ نے فرمایا: (قیامت کی بعض نشانیاں یہ ہیں) کہ لونڈی اپنی مالکہ کو جنم دے' اور ننگے پاؤں اور برہنہ جسم رہنے والے بکریوں کے چرواہوں کو دیکھو کہ وہ عمارتیں بنانے میں ایک دوسرے کا مقابلہ کریں۔ حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد وہ آدمی چلا گیا' میں تھوڑی دیر ٹھہرا رہا' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمر جانتے ہو یہ سوال کرنے والا شخص کون تھا؟ میں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول ہی زیادہ جانتے ہیں' فرمایا: یہ جبرئیل علیہ السلام تھے جو تمہیں تمہارا دین سکھلانے آئے تھے۔

زکوٰۃ دو' رمضان کے روزے رکھو اور استطاعت ہو تو بیت اللہ کا حج کرو"[1]

---

(۱) یہ حدیث صحیح مسلم میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی درج ذیل حدیث کا ایک ٹکڑا ہے :

"ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک شخص نمودار ہوا' جس کے کپڑے بے حد سفید اور بال سخت سیاہ تھے' اس پر سفر کے آثار نہیں تھے' اور ہم میں سے کوئی اسے پہچانتا بھی نہ تھا' وہ آکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ گیا' اور اپنے دونوں گھٹنے آپ کے گھٹنوں سے ٹیک دیئے اور اپنے دونوں ہاتھ آپ کی رانوں پر رکھے اور کہا اے محمد ! آپ مجھے اسلام کے بارے میں بتائیں ؟ آپ نے فرمایا : اسلام یہ ہے کہ تم اس بات کی شہادت دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد - صلی اللہ علیہ وسلم - اللہ کے رسول ہیں' اور نماز قائم کرو' زکوٰۃ دو' رمضان کے روزے رکھو اور استطاعت ہو تو بیت اللہ کا حج کرو۔ اس آدمی نے کہا کہ آپ نے سچ فرمایا' حضرت عمر بیان کرتے ہیں کہ ہمیں اس پر تعجب ہوا کہ وہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال بھی کرتا ہے اور پھر آپ کے جواب کی تصدیق بھی کرتا ہے' پھر اس نے کہا کہ آپ مجھے ایمان کے بارے میں بتائیں ؟ آپ نے فرمایا : ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پر' اس کے فرشتوں پر' اس کی نازل کردہ کتابوں پر' اس کے رسولوں پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھو' اور بھلی اور بری تقدیر (کے اللہ کی جانب سے ہونے) پر ایمان رکھو۔ اس آدمی نے کہا کہ آپ نے سچ فرمایا' پھر کہا کہ آپ مجھے احسان کے بارے میں بتائیں ؟ آپ نے فرمایا : (احسان یہ ہے کہ) تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو کہ گویا اسے دیکھ رہے ہو' اور اگر یہ کیفیت نہ پیدا ہو کہ تم اسے دیکھ =

اسلام کی تفسیر

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿فَإِنْ حَاجُّوكَ فَقُلْ أَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلَّهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ﴾ (سورۃ آل عمران : ۲۰)

پھر بھی اگر یہ آپ سے جھگڑیں تو آپ کہہ دیں کہ میں نے اور میرے تابعداروں نے اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنا سر تسلیم خم کر دیا ہے۔

صحیح مسلم میں عمر[1] رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"اسلام یہ ہے کہ تم اس بات کی شہادت دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں' اور نماز قائم کرو'

---

(۱) اصل کتاب " فضل الاسلام ." کے جتنے نسخے ہیں ان سب میں عمر کی بجائے ابن عمر وارد ہے' لیکن صحیح یا تو عمر ہے' جیسا کہ ہم نے اس نسخہ میں ذکر کیا ہے' یا پھر ابن عمر عن ابیہ ہے' کیونکہ یہ روایت صحیح مسلم کی ہے جیسا کہ مؤلف نے لفظ صحیح بول کر صحیح مسلم مراد لیا ہے' اور صحیح مسلم میں یہ روایت ابن عمر عن ابیہ - رضی اللہ عنہما - کے طریق سے وارد ہوئی ہے۔

وہ مزید بیان کرتے ہیں کہ ہم سے سفیان بن عیینہ نے مجالد[1] سے، مجالد نے شعبی سے اور شعبی نے مسروق سے نقل کرتے ہوئے بیان کیاہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"بعد میں آنے والا ہر سال اپنے سابقہ سالوں سے زیادہ برا ہے، میں یہ نہیں کہتا کہ فلاں سال، فلاں سال سے زیادہ بارش والا ہے، اور نہ ہی یہ کہتا ہوں کہ فلاں سال، فلاں سال سے زیادہ سرسبز ہے، اور نہ ہی یہ کہتا ہوں کہ فلاں امیر، فلاں امیر سے بہتر ہے، بلکہ بات دراصل یہ ہے کہ تمہارے علماء اور اچھے لوگوں کا خاتمہ ہو رہا ہے، اس کے بعد ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو امور دین کو اپنی رائے پر قیاس کریں گے، جس کے نتیجہ میں اسلام کو منہدم اور فنا کر دیا جائے گا"۔

---

(۱) اصل کتاب "فضل الاسلام." کے جو نسخے ہمارے سامنے ہیں ان میں مجالد کی بجائے مجاہد کا لفظ وارد ہے، حالانکہ صحیح مجالد ہے، ابن وضاح کی کتاب میں بھی صراحت کے ساتھ مجالد ہی وارد ہے، مجالد کے علاوہ جو بھی لفظ ہے وہ کتابت کی غلطی ہے۔

شامل ہے' خواہ وہ عام ہو یا بعض لوگوں کے ساتھ خاص ہو' اہل کتاب کا ہو یا بت پرستوں کا' یا ان کے علاوہ کسی اور کا"۔

اور صحیح بخاری میں حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' انہوں نے فرمایا:

"اے قاریوں کی جماعت! راہ راست پر گامزن رہو' اگر تم راہ راست پر رہو گے تو بہت آگے نکل جاؤ گے' اور اگر دائیں بائیں مڑو گے تو انتہائی گمراہ ہو جاؤ گے"۔

اور محمد بن وضاح نے اس طرح روایت کیا ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوتے اور حلقوں کے پاس کھڑے ہو کر یہ فرماتے۔[1]

---

(۱) مؤلف کا اشارہ اس روایت کی طرف ہے جسے ابن وضاح نے اپنی کتاب "البدع و النہی عنہا" میں روایت کیا ہے کہ ہم سے اسد نے محمد بن حازم سے' محمد بن حازم نے اعمش سے' اعمش نے ابراہیم سے اور ابراہیم نے ہمام بن حارث سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوتے اور حلقوں کے پاس کھڑے ہو کر فرماتے: اے قاریوں کی جماعت! راہ راست پر چلو' اگر راہ راست پر چلو گے تو بہت آگے نکل جاؤ گے اور اگر دائیں بائیں مڑو گے تو بے حد گمراہ ہو جاؤ گے۔

صحیح بخاری میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

" میری امت کا ہر فرد جنت میں داخل ہوگا' سوائے اس شخص کے جو انکار کردے' عرض کیا گیا کہ جنت میں داخل ہونے سے کون انکار کرے گا؟ فرمایا: جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا' اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے گویا جنت میں جانے سے انکار کیا"۔

اور صحیح بخاری میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ لوگ تین ہیں : (اول) حرم میں کجروی اختیار کرنے والا (دوم) اسلام کے اندر جاہلیت کا راستہ تلاش کرنے والا (سوم) کسی مسلمان کے ناحق خون بہانے کا مطالبہ کرنے والا" (صحیح بخاری)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد "سنۃ الجاہلیۃ" (یعنی جاہلیت کا راستہ) میں انبیاء کے لائے ہوئے دین کے مخالف ہر جاہلیت کا راستہ

دوسری راہوں پر مت چلو کہ وہ راہیں تم کو اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گی' اسی کا اللہ تعالیٰ نے تم کو تاکیدی حکم دیا ہے' تاکہ تم پرہیزگاری اختیار کرو۔

مجاہد کہتے ہیں کہ اس آیت میں "سبل" یعنی دوسری راہوں سے مراد بدعات و شبہات ہیں۔[۱]

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جس نے ہمارے دین میں کوئی ایسی چیز ایجاد کی جو دین سے نہیں تو وہ مردود و باطل ہے" (بخاری و مسلم)

ایک دوسری روایت میں ہے:[۲]

"جس نے کوئی ایسا کام کیا جس پر ہمارا حکم نہیں ہے تو وہ کام مردود اور ناقابل قبول ہے"۔

---

(۱) اسے ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے مجاہد سے روایت کیا ہے' جیسا کہ سیوطی نے "الدر المنثور فی التفسیر الماثور" میں مذکورہ آیت کی تفسیر میں ذکر کیا ہے۔

(۲) یہ روایت صحیح مسلم کی ہے۔

اسلام میں داخل ہونے کی فرضیت کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الإِسْلامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ (سورۃ آل عمران : ۸۵)

جو شخص اسلام کے سوا کوئی اور دین تلاش کرے تو اس کا دین ہرگز قبول نہ کیا جائے گا' اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں ہو گا۔

اور ارشاد ہے :

﴿إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الإِسْلامُ﴾(سورۃ آل عمران : ۱۹)

بیشک اللہ کے نزدیک دین اسلام ہی ہے۔

نیز ارشاد ہے :

﴿وَأَنَّ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ ذَلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾(سورۃ الانعام : ۱۵۳)

اور یہی دین میرا راستہ ہے جو مستقیم ہے' سو اسی راہ پر چلو' اور

ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' انہوں نے فرمایا:

"عقلمندوں کا سونا اور ان کا کھانا کیا ہی اچھا ہے' یہ بیوقوفوں کی شب بیداری اور ان کے روزوں پر کس طرح فوقیت لے جاتے ہیں' تقویٰ اور یقین کے ساتھ ذرہ برابر نیکی' فریب میں مبتلا لوگوں کی پہاڑ برابر عبادت سے کہیں زیادہ عظمت و فضیلت اور وزن رکھتی ہے"(1)

= کتاب الزہد کے زوائد میں' اور ابونعیم نے کتاب الحلیہ میں روایت کیا ہے۔ البتہ مذکورہ الفاظ ابونعیم کے ہیں۔

(1) اسے امام احمد نے کتاب الزہد میں اور انہی کے طریق سے ابونعیم نے کتاب الحلیہ میں روایت کیا ہے' نیز اسے ابن ابی الدنیا نے کتاب الیقین میں روایت کیا ہے' امام ابن قیم اس اثر کے بارے میں کتاب الفوائد میں لکھتے ہیں کہ یہ اثر جواہر پاروں میں سے ہے اور اس بات کی واضح ترین دلیل ہے کہ فقہ میں اور ہر کار خیر میں صحابہ کرام کو بعد کے لوگوں پر فوقیت حاصل ہے۔

"اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ دین' آسان ملت ابراہیم ہے "[1]

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے فرمایا :

"تم لوگ سنت اور صراط مستقیم پر گامزن رہو' کیونکہ ایسا نہیں ہو سکتا کہ کوئی شخص سنت اور صراط مستقیم پر رہ کر اللہ کا ذکر کرے اور اللہ کے خوف سے اس کی آنکھیں اشکبار ہوں اور پھر اسے جہنم کی آگ چھولے' اور جو بھی شخص سنت اور صراط مستقیم پر گامزن ہو کر اللہ کا ذکر کرے' پھر اللہ کے خوف سے اس کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں' تو اس کی مثال اس درخت کی ہے جس کے پتے سوکھ چکے ہوں اور اچانک آندھی آئے اور اس کے پتے جھڑ جائیں' اسی طرح اس شخص کے گناہ بھی جھڑ جاتے ہیں جس طرح اس درخت کے پتے جھڑتے ہیں' صراط مستقیم اور سنت کے مطابق کی ہوئی تھوڑی عبادت بھی' صراط مستقیم اور سنت کے خلاف کی ہوئی زیادہ عبادت سے بہتر ہے "[2]

---

(۱) اس معلق روایت کو امام بخاری نے اپنی کتاب "الادب المفرد" میں موصولاً ذکر کیا ہے' نیز امام احمد بن حنبل وغیرہ نے اسے محمد بن اسحاق عن داود بن الحصین عن عکرمہ عن ابن عباس کے طریق سے روایت کیا ہے' یہ تفصیل حافظ ابن حجر نے "فتح الباری" کتاب الایمان' باب الدین یسر میں ذکر کی ہے اور اس حدیث کی سند کو حسن بتایا ہے۔

(۲) اسے عبد اللہ بن مبارک نے کتاب الزہد میں' عبد اللہ بن امام احمد نے امام احمد کی =

قیراط پر کرے گا؟ تو نصاریٰ نے کیا۔ پھر اس نے کہا کہ کون عصر کی نماز سے لے کر غروب آفتاب تک میرا کام دو قیراط پر کرے گا؟ تو وہ تم لوگ ہو۔ اس پر یہود و نصاریٰ ناراض ہو گئے اور کہا کہ یہ کیا بات ہوئی کام ہم زیادہ کریں اور مزدوری کم ملے؟ اس نے کہا: کیا میں نے تمہارا کچھ حق مار لیا ہے؟ وہ بولے: نہیں، تو اس نے کہا کہ تو یہ میرا فضل ہے جسے چاہوں دوں"۔

نیز صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" اللہ تعالیٰ نے ہم سے پہلے لوگوں کو جمعہ (کی فضیلت) سے محروم رکھا، چنانچہ یہودیوں کے حصہ میں سنیچر کا دن آیا اور نصاریٰ کے حصہ میں اتوار کا، پھر اللہ تعالیٰ ہمیں لایا اور جمعہ کے دن کی رہنمائی فرمائی، اور اسی طرح وہ قیامت کے دن بھی ہم سے پیچھے ہوں گے، ہم دنیا والوں میں تو سب سے آخری امت ہیں، لیکن قیامت کے دن سب سے آگے ہوں گے"۔

اور صحیح بخاری میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلیقاً روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

ہوں جو تمہاری جان قبض کرتا ہے۔

نیز ارشاد ہے :

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَآمِنُوا بِرَسُولِهِ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهِ وَ يَجْعَلْ لَكُمْ نُورًا تَمْشُونَ بِهِ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ (سورة الحدید : ۲۸)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ' اللہ تمہیں اپنی رحمت کا دوہرا حصہ دے گا' اور تمہیں نور عطا کرے گا' جس کی روشنی میں تم چلو پھرو گے' اور تمہارے گناہ بھی معاف فرمادے گا' اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

صحیح بخاری میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

" تمہاری مثال اور اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کی مثال اس شخص کی ہے جس نے اجرت پر چند مزدور رکھے اور کہا کہ کون صبح سے دوپہر تک میرا کام ایک قیراط پر کرے گا ؟ تو یہود نے کیا۔ پھر اس نے کہا کہ کون دوپہر سے عصر کی نماز تک میرا کام ایک

اسلام کی فضیلت کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الإِسْلامَ دِينًا﴾ (سورة المائدہ: ۳)

آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا' اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں' اور اسلام کو بطور دین تمہارے لئے پسند کر لیا۔

اور ارشاد ہے:

﴿قُلْ يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنْ كُنْتُمْ فِي شَكٍّ مِنْ دِينِي فَلا أَعْبُدُ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَكِنْ أَعْبُدُ اللَّهَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُمْ﴾ (سورة یونس: ۱۰۴)

آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو اگر تم میرے دین کی طرف سے شک میں ہو تو میں ان معبودوں کی عبادت نہیں کرتا جن کی تم اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو' لیکن ہاں اس اللہ کی عبادت کرتا

چونکہ مذکورہ بالا دونوں مخطوطے کتاب کے اصل مراجع و مصادر کی طرف رجوع کرنے سے بے نیاز نہیں کرتے' کیونکہ ان میں سے کوئی بھی مخطوطہ مؤلف کے زمانہ کا نہیں' اور نہ ہی مؤلف کے اہل علم اولاد واحفاد یا دیگر ائمہ دعوت کی نگرانی میں تصحیح کردہ اصول سے ان کا تقابل ہوا ہے' اس لئے ہم نے اس گرانقدر کتاب کے نصوص کی درج ذیل کتب کی روشنی میں تحقیق کر لینا ضروری سمجھا:

۱- وہ کتب حدیث جن سے مؤلف نے کتاب کے اندر وارد نصوص جمع کئے ہیں' اور وہ کتب حدیث جن سے اس کتاب کا گہرا ربط ہے۔

۲- فن حدیث کی کتب جوامع' مثلاً ابن اثیر کی "جامع الاصول"، عمری تبریزی کی "مشکاۃ المصابیح"، حافظ منذری کی "ترغیب و ترہیب" اور امام نووی کی "ریاض الصالحین"۔

۳- امام ابن وضاح قرطبی اندلسی کی کتاب "البدع والنہی عنہا" جو کہ مؤلف کے مراجع میں سے ہے۔

کتاب کی اس خدمت کے بعد ہمیں امید ہے کہ زیر مطالعہ طبع سابقہ تمام طبعات سے زیادہ صحیح ہو گی۔

اللہ تعالیٰ ہی توفیق دینے والا ہے' وہی ہمارے لئے کافی اور بہترین کارساز ہے۔

عبداللہ بن عبداللطیف آل شیخ

اسماعیل بن محمد انصاری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ از محققین

میں (اسماعیل انصاری) نے اور شیخ عبداللہ بن عبداللطیف آل شیخ نے امام مجدد شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "فضیلت اسلام" کے اس نسخہ کا مندرجہ ذیل دو مخطوطوں سے تقابل کیا ہے :

۱- پہلا مخطوطہ شیخ عبدالرحمٰن الحصین رحمۃ اللہ علیہ کے ترکہ سے دستیاب ہوا' جس کے آخر میں یہ عبارت درج ہے : (كمل هذا الكتاب بعون الملك الوهاب' و ذلك فی سنة ١٣٠٦ھ سابع شعبان ' بخط الفقير إلى الديان' عبدالرحمن بن عثمان) یعنی اس کتاب کی کتابت اللہ مالک و وہاب کی توفیق سے ۷/ شعبان ۱۳۰۶ھ میں محتاج کرم الٰہی عبدالرحمٰن بن عثمان کے قلم سے مکمل ہوئی۔ کتاب کے اندر اس مخطوطہ کی طرف (خ ع) سے اشارہ کیا گیا ہے' اور یہ مخطوطہ اس وقت شیخ ابراہیم بن عبدالرحمٰن الحصین کے پاس موجود ہے۔

۲- دوسرا مخطوطہ علامہ مفتی شیخ محمد بن ابراہیم آل شیخ- رئیس القضاۃ- رحمۃ اللہ علیہ کے کتب خانہ سے حاصل ہوا' یہ مخطوطہ مفید اور اس کی کتابت بھی واضح ہے' لیکن اس کی شکل سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ اس کی تصحیح ہوئی ہے' اور نہ ہی اس پر کاتب کا نام اور تاریخ کتابت درج ہے' یہ مخطوطہ (المكتبة السعودية) سعودی لائبریری ریاض میں موجود ہے۔

مدینہ طیبہ کے شائع کردہ مولانا محمد جونا گڈھی رحمہ اللہ کے ترجمہ معانی قرآن کریم کو عموماً سامنے رکھا ہے' جبکہ اصل کتاب کے ترجمہ کے وقت اس بات کا اہتمام کیا ہے کہ حاشیہ میں محققین کی جملہ تحقیقات و تعلیقات کو برقرار رکھا جائے' ان تحقیقات و تعلیقات سے اگرچہ عام اردو داں طبقہ کو چنداں سروکار نہیں' تاہم ان سے اس ایڈیشن کی خصوصیت اور اس کی علمی و تحقیقی حیثیت کا پتہ چلتا ہے' البتہ میں نے بعض وہ تعلیقات حذف کر دی ہیں جن کا تعلق کسی لفظ کی تحقیق سے تھا اور اس لفظ کے بارے میں کتاب کے نسخوں کے مابین موجود اختلاف سے ترجمہ میں کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔

میں اللہ تعالیٰ سے دعاگو ہوں کہ وہ اس کتاب کو خاص و عام ہر ایک کے لئے مفید بنائے' آمین۔

و صلى الله وسلم على عبده و رسوله محمد و على آله و صحبه أجمعين-

ابو المکرم عبد الجلیل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ از مترجم

الحمد لله رب العالمين ، والصّلاة والسّلام على أشرف الأنبياء والمرسلين ، نبينا محمّد وعلى آله وصحبه أجمعين ، أما بعد :

زیر نظر رسالہ امام مجدد شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ کی عربی تالیف "کتاب فضل الاسلام" کا ترجمہ ہے' جسے دفتر تعاون برائے دعوت وارشاد سلطانہ' ریاض کی طلب پر میں نے اردو میں منتقل کیا ہے۔

یہ ترجمہ کتاب کے اس نسخہ کو سامنے رکھ کر کیا گیا ہے جو شیخ اسماعیل بن محمد انصاری رحمہ اللہ اور شیخ عبداللہ بن عبداللطیف آل شیخ حفظہ اللہ کی تحقیق و تعلیق کے ساتھ دارالافتاء ریاض سے شائع ہوا ہے اور جو اپنے سابقہ تمام ایڈیشنوں پر فوقیت اور نمایاں خصوصیت رکھتا ہے' جیسا کہ یہ بات محققین کے مقدمہ سے عیاں ہے۔

کتاب کے اندر وارد قرآنی آیات کے ترجمہ کے لئے میں نے شاہ فہد قرآن شریف پرنٹنگ کمپلیکس (مجمع الملک فهد لطباعة المصحف الشريف)
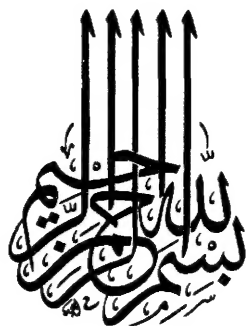
بسم الله الرحمن الرحیم

تالیف

شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ

تحقیق و تعلیق

شیخ اسماعیل بن محمد انصاری — شیخ عبد اللہ بن عبد اللطیف آلِ شیخ

اُردو ترجمہ

ابوالمکرم عبد الجلیل

نظر ثانی

عبد القدوس محمد نذیر — محمد اسماعیل عبد الحکیم

دفتر تعاون برائے دعوت وارشاد سلطانہ

فون ۴۲۴۰۰۷۷ فاکس ۴۲۵۱۰۰۵ پوسٹ بکس ۹۲۶۷۵ ریاض ۱۱۶۶۳

سویدی روڈ۔ مملکت سعودی عرب